Email : haqkiraoshni@gmail.com MGN/170/2015-2017 Reg No. MAHURD/2014/59864

ملت اسلامیہ کا ترجمان

بیادگار: حضرت مولانا محفوظ الرحمٰن قاسمیؒ
زیرسرپرستی: حضرت مولانا محمد عمرین محفوظ رحمانی

حق کی روشنی

Weekly HAQ KI RAOSHNI Malegaon

جلد نمبر ۳ شمارہ نمبر ۴۱ مورخہ ۲۹ ذوالحجۃ ۱۴۳۸ھ بمطابق ۲۱ ستمبر ۲۰۱۷ء جمعرات قیمت ۲ روپے

Vol. No. 03 Issue No. 41 Date 21/09/2017 Thursday Rs.2/-

پیغام

مذہب اور بالخصوص اسلام کو آدمی کا کوئی نجی اور پرائیوٹ معاملہ کہنا پورے اسلام کا تار و پود بکھیر دینا ہے، جسے اسلام قبول نہیں کرسکتا، اگر نام نہاد مصلحین یہ کہنے کی جرأت نہ کر سکتے ہوں کہ ہندوستان کا قانون آدمی کا ایک پرائیوٹ معاملہ ہے اور اس میں جس کا جو جی چاہے تغیر و تبدل کرسکتا ہے، تو دین اور خدا کے قانون کے بارے میں انہیں یہ جرأت کیوں ہے؟

حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب قاسمیؒ

(سابق صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ)

گزشتہ سے پیوستہ

سیرت امیر المومنین حضرت عثمان غنیؓ

افادات حضرت مولانا محفوظ الرحمٰن قاسمیؒ

امام احمدؒ نے نقل کیا ہے کہ حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ جنازہ آیا، تو حضور ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا: تم جنازے کی نماز پڑھ لو، حضور ﷺ نے جنازے کی نماز نہیں پڑھائی تو ہم نے کہا یارسول اللہ! آپ نے ہمیشہ جنازے کی نماز پڑھائی ہے ہم نے کبھی نہیں دیکھا کہ کسی دن آپ نے کسی جنازے کی نماز نہ پڑھی ہو، مگر اس شخص کی نماز جنازہ پڑھنے سے آپ نے انکار کردیا؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا: انما ھو یبغض عثمان و من ابغضہ ابغضہ اللہ. یہ وہ شخص ہے جو عثمان سے بغض اور عداوت رکھتا تھا، اور جو شخص عثمان سے بغض رکھے اس سے اللہ ناراض ہوتا ہے، اس لیے میں نے ایسے شخص کی نماز ہی نہیں پڑھی۔

آپ غور کیجئے! جو لوگ حضرت عثمان غنی، یا حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہم کو برا بھلا کہتے ہیں اور اپنے دل میں ان کی دشمنی رکھتے ہیں، اور تقریروں اور تحریروں کے ذریعے سے اپنی دشمنی کا برملا اظہار بھی کرتے ہیں، وہ کس زمرے میں آتے ہیں، ان کی جو کتابیں شائع ہوئی ہیں آپ انہیں دیکھ لو، تو آپ کو صحابہ کرام سے ان کی دشمنی کا اندازہ ہو جائے گا۔ کمال یہ ہے کہ وہ شخص جس نے اسلام کو مغرب اقصی سے لے کر گجرات کے ساحل تک پہنچادیا، وہ شخص جس کو رسول اللہ ﷺ نے جنت میں اپنا رفیق قرار دیا۔ وہ شخص جس کے جود و کرم کی نظیر نہیں ملتی، اور جس نے کبھی اس امت پر تلوار نہیں اٹھائی یہاں تک کہ آخری وقت میں جب ان کا محاصرہ کرلیا گیا تھا اس وقت بھی انہوں نے مزاحمت یا زیاع کے طور پر تلوار اٹھانے سے انکار کردیا تاکہ کسی کا خون نہ ہو، وہ تو غیر مخلص ہوگیا، منافق ہوگیا، نعوذ باللہ! اور جن کا حال یہ ہے کہ وہ حرم میں خونریزی کرتے ہیں سینکڑوں حجاج کرام کو جنہوں نے اپنی ناپاک سازشوں سے مروادیا، اور جن کی ذات سے اسلام دو گلی تک بھی نہیں پہنچا وہ دوسروں کو کیا اسلام میں داخل کریں گے۔ ۹۵ کروڑ کی تعداد جو پہلے سے ہی اسلام میں داخل ہے یہ اسے بھی خارج اسلام کہتے ہیں، تو کیا ایسے لوگ مسلمان ہوگئے، کیا آپ کا ضمیر اس چیز کو تسلیم کرے گا، کون سا قلب اور ذہن ہے جو اس بات کو مان لے؟ ہم تو دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم کو صحابہ کرام کی عظمت اور ان کی محبت پر موت عطا کرے، اس لیے کہ انہیں کے ذریعے سے دین ہم تک پہنچا۔ ہمارے اور نبوت کے درمیان یہی صحابہ کرام واسطہ ہیں۔ اگر یہی کڑی کمزور ہوگئی اور اسی میں فاصلہ آگیا اور دنیا ان ہی پر تبرابازی کرنے لگی، تو بتائیے آپ کے دین کا کیا ہوگا؟

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اس قدر جود و کرم کے حامل تھے، اور سخاوت میں اتنے کشادہ دست تھے کہ آگے چل کر جن لوگوں نے ان کے خلاف فتنہ برپا کیا، ان میں سے بھی اگر کوئی آپ کے پاس آتا، اور مال و دولت یا عہدے کا سوال کرتا تو آپ اسے مرحمت فرما دیتے، ممکن ہے ان لوگوں میں کچھ نا اہل بھی رہے ہوں مگر حضرت عثمان غنیؓ کی طبیعت اور اس امت پر رحمت اور رافت تو دیکھو کہ کسی کو بھی انہوں نے محروم کرنا گوارہ نہیں کیا، یہاں تک جب حضور ﷺ کی مسجد بن گئی اور اس کی توسیع کی ضرورت پیش آئی تو مسجد کے قریب بنو غفار کے ایک آدمی کا مربد تھا، (مربد عربی میں اونٹ باندھنے کی جگہ کو کہتے ہیں اسی طرح جہاں کھجوریں جمع کی جائیں اس کو بھی مربد کہتے ہیں) حضور ﷺ نے فرمایا: "کاش! کوئی ہوتا جو اس (مربد) کو خرید کر مسجد میں شامل کر دیتا اور مسجد کا حصہ بنا دیتا، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ کی یہ تمنا معلوم ہوئی تو آپ نے اسے ۲۵ ہزار درہم میں خریدا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس جا کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے اسے خرید لیا ہے اور اب آپ کے ہاتھ میں دیتا ہوں، آپ اسے مسجد میں شامل کرلیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "اس کے ذریعے مسجد کی توسیع بھی ہوجائے گی اور اللہ تعالیٰ آخرت میں تم کو اس کا اجر بھی دے گا۔

مسلمان جب ہجرت کر کے مدینہ گئے، تو اس وقت مدینے میں انہیں پانی کی بہت تکلیف تھی، ایک کنواں تھا جس کو بئر روما کہتے ہیں، اس کا مالک کسی کو اگر ایک مشک پانی دیتا تھا تو اس کے بدلے دو سیر اناج لیتا تھا، مسلمان چوں کہ غریب تھے، اور لٹے پٹے وہاں پہونچے تھے، ان کے لیے نہ کوئی جگہ تھی اور نہ کوئی کھانے کی چیز، بھلا وہ دو سیر اناج کہاں سے لاتے؟ حضور ﷺ نے جب یہ حالت دیکھی تو ارشاد فرمایا: من اشتری بئر روما اشھد لہ بالجنۃ "اس شخص کو میں جنت کی بشارت دیتا ہوں جو اس کنویں کو خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف کردے۔" چنانچہ حضرت عثمان غنیؓ نے جب یہ بات سنی تو کافی خطیر رقم سے اس کنویں کو خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف کردیا۔ (جاری) ☆☆☆

آبادی میں اضافہ کی شرح کا ہوّا

تحریر: جناب سید حامد محسن

یہ بھی ایک مفروضہ ہی ہے کہ مسلمانوں کی شرح اضافہ آبادی غیر معمولی رہی ہے، جس کی وجہ سے ان کی عددی قوت ہندوؤں پر سبقت لے جائے گی، اور ہندوستان جیسے جمہوری ملک کو اسلامی ریاست میں تبدیل ہوجانے کا خطرہ لاحق ہے۔ شرح اضافہ آبادی کو حالیہ برسوں میں مسلم عائلی قوانین میں کثرت ازدواج کی سہولت اور مسلمانوں میں خاندانی منصوبہ بندی کے تئیں ہچکچاہٹ سے مربوط کیا جاتا رہا ہے۔

دائیں بازو کی انتہا پسند قوتیں ان مفروضوں کا مسلسل ڈھول پیٹتی رہی ہیں۔ اس کی خاطر وہ من گھڑت اعداد و شمار سے بھی مدد لینے اور نظریاتی جھول کی سیاست کرنے سے بھی نہیں کتراتیں۔ مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ ان مکارانہ پروپیگنڈہ کے نتیجے میں اکثریتی آبادی کا خاصہ حصہ ان مفروضوں کو حقیقت تسلیم کرنے لگا ہے۔

مردم شماری سے حاصل حقائق ایسے کسی خدشے کو تسلیم کرتے نظر نہیں آتے، جو آنے والی چند صدیوں میں مسلمانوں کے اکثریت میں تبدیل ہونے کی پیش بینی کرتے ہوں۔ 1971 کی مردم شماری سے حاصل شدہ مذہبی فرقوں سے متعلق اعداد و شمار آبادی میں ہندوؤں کا تناسب 82.6% اور مسلمانوں کا 11.4% بتاتے ہیں، مسلمانوں کی شرح اضافہ 2.7% ہے، جبکہ ہندوؤں کی شرح اضافہ 2.3%۔ محض تھوڑا سا فرق ہے، شرح اضافہ کا یہ فرق 2001 کی مردشماری کے نتیجے میں سامنے آیا تھا۔ اسے مسلمانوں میں شرح خواندگی کی کمی اور ان کے کمزور سماجی و معاشی حیثیت کا نتیجہ بتایا گیا تھا۔

یہ بھی دیکھا گیا تھا کہ اگر کسی آبادی میں مختلف فرقوں یا طبقات میں شرح خواندگی اور سماجی و معاشی حیثیت کے نمائندہ اعداد و شمار یکساں ہوں تو شرح اضافہ آبادی بھی یکساں ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں کیرالہ کی مثال دی جاتی ہے جہاں تین بڑے مذہبی فرقوں یعنی ہندوؤں، مسلمانوں اور عیسائیوں کی آبادی میں اضافہ کی شرح 1.8% ریکارڈ کی گئی تھی۔ اس کے برعکس ریاست جموں و کشمیر میں ہندوؤں کی شرح اضافہ 3.7% اور مسلمانوں کی 2.6% نظر آتی ہے۔

آبادی پر نظر رکھنے والے مبصرین کے مطابق آبادی میں اضافہ کی شرح سے فرقہ وارانہ عدم توازن کا کوئی امکان نہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ اگر یہ بھی مان لیا جائے کہ آبادی کی شرح اضافہ یوں ہی برقرار رہی تب بھی یہ بالکل ناممکن ہے کہ آئندہ ایک یا دو صدیوں میں مسلمانوں کی آبادی ہندوؤں پر سبقت لے جائے گی۔

☆......☆......☆

طلاق کے بعد زوجین ایک دوسرے کو نقصان نہ پہنچائیں!

از: محمد عامر یاسین ملی

طلاق کے بعد ہر مرد و عورت کو ایک دوسرے کو تکلیف پہونچانے اور انتقام لینے کے بجائے خیرخواہی کا معاملہ کرنا چاہئے اور طلاق کے ناخوشگوار واقعہ کو فراموش کر کے نئی ازدواجی زندگی شروع کرنے کی کوشش کرنی چاہئے، اللہ پاک کا وعدہ ہے، وَاِنْ یَّتَفَرَّقَا یُغْنِ اللّٰہُ کُلًّا مِّنْ سَعَتِہٖ وَکَانَ اللّٰہُ وَاسِعًا حَکِیْمًا" اگر دونوں جدا ہو جائیں تو اللہ اپنی قدرت اور رحمت کی وسعت سے دونوں کو ایک دوسرے کی حاجت سے بے نیاز کر دے گا، اللہ بڑی وسعتوں والا، بڑی حکمت والا ہے"۔ (سورہ نساء آیت ۱۳۰)

اس آیت کے ذریعے اللہ پاک نے زوجین کو جہاں یہ تسلی دی ہے کہ آئندہ کے لئے انہیں پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو دوسرے سے مستغنی فرمادیں گے، وہیں اللہ تعالیٰ نے یہ پیغام بھی دیا ہے کہ کوئی مرد اس گمان میں نہ رہے کہ اگر میں نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی تو اسے دوسرا شوہر نہیں ملے گا اور نہ کوئی عورت اس غلط فہمی میں رہے کہ میں اگر اپنے شوہر کو چھوڑ کر چلی گئی تو اسے دوسری بیوی نہیں ملے گی۔ اللہ پاک نے بندوں کو ایک دوسرے کا اس قدر محتاج نہیں بنایا، وہ چاہے تو طلاق کے بعد شوہر کو اس سے بہتر بیوی عطا کردے اور بیوی کو اس شوہر سے اچھا شوہر عطا کر دے، معاشرے میں نکاح ثانی کے بعد خوشگوار زندگی گذار رہے بہت سارے ازدواجی جوڑے اس کی زندہ مثال ہیں۔

افسوس کہ بہت سارے ایمان والے مرد و عورت اس قرآنی ہدایت کو نظر انداز کر کے طلاق کے بعد ایک دوسرے کے خلاف ایک نئی جنگ کا آغاز کر دیتے ہیں، جس میں انہیں فتح سے بڑھ کر شکست کا اور فائدے سے زیادہ نقصان کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ مثلاً

بعض خواتین اور ان کے اہل خانہ طلاق کے بعد شوہر سے شادی خرچ وغیرہ کے نام پر ایک خطیر رقم کا مطالبہ کرتے ہیں اور مطالبہ پورا نہ ہونے کی صورت میں ملکی قوانین کا غلط فائدہ اٹھا کر شوہر اور اس کے گھر والوں کے خلاف جہیز کے لیے ہراسانی، اور زدوکوب کے بے بنیاد الزامات لگا کر انہیں جھوٹے مقدمات میں پھنسا دیتے ہیں، اور عدالت کے ذریعے کھاوٹی کے نام پر ہر مہینہ بڑی بڑی رقمیں وصول کرتے ہیں، مجبور ہو کر شوہر رقم دینے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ شرعاً عدت گذرنے کے بعد مرد و عورت ایک دوسرے کے لیے اجنبی ہوجاتے ہیں لہٰذا ایک اجنبی مرد سے زبردستی گزارے کی رقم لینا نہ صرف حرام ہے بلکہ عورت کی حیا کے خلاف بھی ہے، ایسی خواتین معاشرے کی نگاہ سے گر جاتی ہیں، پھر حال یہ ہوتا ہے کہ آئندہ زندگی میں کوئی بھی مرد ان سے نکاح کے لیے راضی نہیں ہوتا، اس طرح یہ بقیہ ساری زندگی بے نکاحی کی حالت میں مجبوری کے ساتھ بسر کرتی ہیں۔ کبھی سماج ان کا استحصال کرتا ہے اور کبھی یہ خود گناہ کی راہ پر چل پڑتی ہیں۔

کچھ یہی حال ان مرد کا بھی ہوتا ہے جو مطلقہ بیوی کو کمزور سمجھ کر طلاق کے بعد بھی اس پر ظلم کرنے سے باز نہیں آتے، اور طلاق کے بعد بھی کسی نہ کسی بہانے اسے پریشان کرتے رہتے ہیں۔ کبھی عدت خرچ کی ادائیگی میں ٹال مٹول کا رویہ اپناتے ہیں، اور کبھی بچوں کی کفالت کے لیے درکار اخراجات میں کمی کر دیتے ہیں۔ شوہر کے اہل خانہ بھی طلاق کے بعد مطلقہ کے جہیز کی واپسی میں طرح طرح کی دشواریاں پیدا کرتے ہیں، سامان جہیز میں یا تو کمی کردی جاتی ہے یا پھر انہیں توڑ پھوڑ کرنا کارہ کر کے لوٹایا جاتا ہے، جب کہ کسی کے بھی سامان کو اس کی رضامندی کے بغیر استعمال کرنا شرعاً جائز نہیں اور اسے نقصان پہنچانا تو حرام ہے، جس کی تلافی دنیا میں نہ کی گئی تو آخرت میں ضرور کرنی پڑے گی۔

ایسے ظالم مرد کی زندگی میں پھر ایسی بیوی آتی ہے جو "سیر کا سوا سیر" کے مصداق ہوتی ہے، اور وہ یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ "پہلی ہی بیوی بہتر تھی"۔ اسی لیے شاعر نے کہا ہے ؎

عدل و انصاف فقط حشر پہ موقوف نہیں
زندگی خود بھی گناہوں کی سزا دیتی ہے

غرض کہ طلاق کے بعد احسان اور حسن سلوک کے ساتھ ایک دوسرے سے جدا ہونے کی اسلامی ہدایت کو نظر انداز کرنے کے نتیجے میں مرد و عورت بے شمار برائیوں میں مبتلا ہوجاتے ہیں اور بقیہ ساری زندگی انتقام کی آگ میں جھلستے رہتے ہیں، کاش کہ یہی لوگ طلاق کے مرحلے کو اگر خوبی اور حسن سلوک کے ساتھ پورا کرلیتے تو نہ صرف ظلم کے گناہ سے بچ جاتے بلکہ ان کی آئندہ کی زندگی بھی تلخ ہونے سے محفوظ رہتی۔ فَھَلْ مِنْ مُّدَّکِرٍ (تو کیا ہے کوئی جو نصیحت حاصل کرے؟) ☆☆☆

ارشادات رحمانی

قیادت کے میدان میں ہر قائد کا اپنا طریقہ، اپنا مزاج اور اپنا انداز ہوتا ہے، کسی بھی شخص کو کسی مرحلہ میں کوئی بات قابل قبول نہ ہو، تو اس سے نہ شان قیادت متأثر ہوتی ہے اور نہ قائد کا اخلاص و عمل مشتبہ ہوسکتا ہے، اختلاف رائے کو کھلے دل سے قبول کرنا چاہئے، جہاں "دماغ" جمع ہوں گے وہاں اختلاف رائے ہونا فطری ہے، چمن کا حسن "یک رنگی" میں نہیں "گلہائے رنگا رنگ" میں ہے، اس لئے اختلاف کو حسن آغاز کی حسین تمہید سمجھنا چاہئے، جس کے بعد حسن انجام کی امید ہوتی ہے!

☆......☆......☆

اس ہفتہ کا سبق

☆ اچھے کے ساتھ اچھے بن کر رہو لیکن برے کے لیے برے نہ بنو، کیوں کہ تم پانی سے خون صاف کر سکتے ہو لیکن خون سے خون نہیں۔

☆ جب تم کو یقین ہو کہ اللہ تمہارے ساتھ ہے تو اس بات کی فکر چھوڑ دو کہ کون کون تمہارے خلاف ہے۔

☆......☆......☆

مجالس درس قرآن

مورخہ ۲۳ ستمبر بروز سنیچر بعد نماز عشاء فوراً شاہی مسجد تین قندیل میں حضرت مولانا محمد عمرین محفوظ رحمانی صاحب درس قرآن دیں گے، انشاءاللہ۔

☆ مورخہ ۲۵ ستمبر بروز پیر بعد نماز عشاء فوراً مسجد انوار مدینہ مہاڈا پلاٹ میں حضرت مولانا جمال عارف ندوی صاحب (بانی و مہتمم جامعہ ابوالحسن علی ندوی) سورۂ فاطر کی ابتدائی آیات کا درس دیں گے۔ انشاءاللہ۔ شرکت کی گزارش ہے۔

ہر دو مجالس میں خواتین کے لئے پردے کا معقول نظم رہے گا۔ عشاء کی جماعت ۸:۳۰ بجے ہوگی۔

الداعیان: اراکین ادارہ صوت الاسلام

دائرے میں سرخ نشان کا مطلب ہے آپ کا سالانہ زرِ تعاون ختم ہوچکا ہے۔ لہٰذا 100 روپے بطور زرِ تعاون ادا کریں۔

نوٹ: کسی وجہ سے اخبار آپ تک نہ پہنچ رہا ہو یا جو حضرات اخبار "حق کی روشنی" جاری کروانا چاہتے ہوں وہ بھی مندرجہ بالا نمبرات پر رابطہ کرسکتے ہیں۔

رابطہ
محمد شہزاد رحمانی
9372441133
واٹس ایپ نمبر
9372784842

اداریہ

مولانا محمد عمرین محفوظ رحمانی کے قلم سے

تین طلاق کے سلسلے میں سپریم کورٹ کے فیصلے کے بعد آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی ورکنگ کمیٹی کا اجلاس تاریخی شہر بھوپال میں منعقد ہوا، جس میں سپریم کورٹ کے فیصلے پر بھی غور وخوض ہوا، اسی کے ساتھ بابری مسجد کیس کے سلسلے میں بھی مشورہ کیا گیا، چونکہ بابری مسجد کیس کی سماعت ۵/دسمبر سے شروع ہورہی ہے، اور سپریم کورٹ نے عجلت کے ساتھ شنوائی اور جلد فیصلے کی بات کہی ہے، جس سے بورڈ کو اطمینان نہیں ہے، اس لیے ورکنگ کمیٹی کے اجلاس میں یہ بات طے پائی کہ سپریم کورٹ سے یہ درخواست کی جائے کہ وہ اطمینان سے شنوائی کرے، اور مکمل شنوائی کے بعد فیصلہ آئے، چوں کہ ۲۰۱۹ء میں الیکشن ہونے والا ہے اور سپریم کورٹ کے فیصلے کا لازمی اثر الیکشن پر پڑے گا، اس لیے بورڈ یہ چاہتا ہے کہ سپریم کورٹ کے فیصلے سے کوئی سیاسی فائدہ نہ اٹھایا جائے، ظاہر ہے کہ بابری مسجد کا مسئلہ خالص غیر سیاسی مسئلہ ہے، اس لیے اس مسئلے کو سیاسی فائدے کے لیے استعمال کرنا کسی بھی طرح درست نہیں ہے۔

تین طلاق کے مسئلے پر غور وخوض کے دوران یہ بات بھی سامنے آئی کہ اصلاح معاشرہ کی جدوجہد کو مزید مضبوط اور منظّم کیا جائے، چنانچہ ورکنگ کمیٹی کے اجلاس میں باتفاق رائے یہ تجویز منظور ہوئی۔

> ''سماج میں پھیلی ہوئی برائیوں اور غلط کاریوں کے خاتمے کے لیے آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ نے اصلاح معاشرہ کے عنوان سے لانبے عرصے سے جو جدوجہد کر رکھی ہے، اس کے اچھے نتائج و اثرات سامنے آئے ہیں، ورکنگ کمیٹی کا یہ اجلاس اصلاح معاشرہ کے کاموں میں اضافے اور اُسکا دائرہ بڑھانے کا فیصلہ کرتا ہے، اور اس بات کا اعلان کرتا ہے کہ ملک کے بدلے ہوئے حالات میں اصلاح معاشرہ کے کاموں کو مضبوطی کے ساتھ بڑے پیمانے پر انجام دیا جائے گا اور سماج سدھار کے کاموں میں تیزی لائی جائے گی۔ ان شاء اللہ!''

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے سب سے پہلے ہماری ریاست میں اس سلسلے میں مشورتی نشست ہوئی اور یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ اکتوبر کے دوسرے عشرے میں پوری ریاست میں اصلاح معاشرہ کے عنوان پر چھوٹے بڑے جلسے کیے جائیں اور زمینی سطح پر اصلاحی کاموں کو فروغ دیا جائے۔ ریاست کے مختلف علاقوں میں کام کرنے والی دینی وملی اور سماجی تنظیموں سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ اس اہم کام کی طرف فوری توجہ دیں اور آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کا ہاتھ بٹائیں۔

☆......☆......☆

ندامت کے آنسو

حضرت نانوتویؒ فرمایا کرتے تھے: ''بادشاہ کے خزانے میں جو موتی کسی دوسرے ملک سے منگوایا جاتا ہے، اس کی قدر خود بادشاہ بھی بہت کرتا ہے، اسی طرح ندامت کے آنسو گناہ گار کی آنکھوں سے زمین پر گرتے ہیں، وہ بھی اللہ تعالیٰ کے شاہی خزانے میں قبول ہوجاتے ہیں۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ کے شاہی خزانے میں صرف عزت وجلال ہے، وہاں ندامت کے آنسو نہیں ہیں، لہٰذا وہ اپنے بندوں کے ندامت کے آنسوؤں کو دنیا سے برآمد کرکے بے انتہا قدر کرتے ہیں اور شرف قبولیت عطا فرماتے ہیں اور شہید کے خون کے برابر وزن فرماتے ہیں۔

☆......☆......☆

فلم بینی سماج کے لئے ایک لعنت

تحریر: حضرت مولانا جاوید احمد ملیؒ

ریڈیو، ٹیلی ویژن اور فلم بینی کی لعنت ساری دنیا میں اس قدر عام ہو چکی ہے کہ ہر فرد اس کا شکار نظر آتا ہے، جس کے نتیجہ میں برائیوں اور بدکاریوں، عصمت فروشی اور قتل و غارت گری غلط کاری زنا بالجبر، ڈکیتی اور ڈاکہ زنی، مکاری اور عیاری، بدتمیزی اور بے ہودگی، عریانیت اور فحاشی کا سیلاب عظیم امنڈ آیا ہے۔ مغرب اپنے منصوبہ کی کامیابی پر خوش ہورہا ہے کہ اسلامی قدریں پامال ہورہی ہیں، شعائر اسلام کی تضحیک ہو رہی ہے، مسلمان راہ سے بے راہ ہورہا ہے۔ مسلمانوں کے عقائد کمزور ہورہے ہیں۔ حقیقت خرافات میں بدل رہی ہے، اخلاق ومحبت کی فضا گرد آلود ہورہی ہے، ہمدردی وغم خواری کا ماحول ختم ہورہا ہے۔ یہ مغرب کی مسموم فضا ہے جسے لگتی ہے اس کی عاقبت خراب کر دیتی ہے اور آج کا جدت پسند مسلمان اسے ایک منٹ کے لئے بھی تسلیم کرنے کو تیار نہیں۔

ذرا آپ صرف فلم بینی پر منفی انداز میں سوچئے کہ ایک انسانی سوسائٹی پر اس کے بھیانک اثرات کس طرح پڑرہے ہیں، کیا سینما میں مرد وزن کا مخلوط اجتماع نہیں ہوتا، جہاں پردۂ سیمیں پر عورت کو عریاں اور رقص کرتی ہوئی بتاکر مرد وزن کے جذبات کو مشتعل کیا جاتا ہے، جذبات سے کھیلا جاتا ہے، جس کا سب سے مضر اثر معاشرے میں یہ ہوتا ہے کہ مرد وعورت دونوں اپنے ذوق کی تسکین کے لئے ناجائز جنسی میل ملاپ اختیار کرتے ہیں، نتیجتاً زناکاری اور حرام کاری فروغ پاتی ہے، یاد رکھئے! فلم بینی اسلامی نقطۂ نظر سے ناجائز اور حرام ہے، طبیعت بہلانے کے لئے بظاہر یہ بہت دلفریب اور خوش کن نعرہ ہے، مگر انجام کے اعتبار سے بہت تباہ کن ہے، فلم بینی طبی نقطۂ نظر سے صحت کے لئے بالخصوص آنکھوں کی بینائی کے لئے انتہائی تکلیف دہ ہے۔ سینما بینی پاکیزہ معاشرے کے لئے بڑا روگ ہے، فلم بینی مخرب اخلاق اور نیکیوں کو برباد کرنے والی ہے۔ فلم بینی یورپ کی ایجاد ہے، سینما اسلامی قدروں کو پامال کرنے کی عیسائی سازش ہے، صاف ستھرے سماج کیلئے بدنما داغ ہے، سینما فتنوں کی آماجگاہ اور بدکاریوں کا اڈہ ہے۔

آپ کے سامنے سینما بینی کے مضر اثرات آچکے ہیں۔ اب فیصلہ خود آپ کر لیجئے کہ فلم بینی کہاں تک عقلی اعتبار سے بھی درست ہوسکتی ہے، کیا آپ خود سینما ہاؤس کی زینت بن کر اپنی عاقبت برباد کریں گے اور دوسروں کو برائیوں کی دعوت دیں گے؟ کیا آپ اپنی بچیوں اور عورتوں، ماؤں اور بہنوں کو سینما ہاؤس، شیطان ہاؤس جانے اور دوسروں سے تعلقات استوار کرنے، غیر محرم سے ناجائز میل ملاپ کرنے کی ترغیب اور اجازت دیں گے؟ ہرگز نہیں! ہرگز نہیں! پھر آپ کیوں کر اسے خاموشی سے برداشت کر لیتے ہیں۔ یاد رکھئے، اس گناہ کا احساس پہلے اپنے دلوں میں پیدا کیجئے اس فعل شنیع سے اولاً آپ باز آئیں، اس کے بعد گھر کی عورتوں پر خود بخود پابندی عائد ہو جاتی ہے۔ سرپرست حضرات اب بھی آنکھ کھول لیں تو یہ امنڈتا ہوا سیلاب منٹوں میں فرو کیا جاسکتا ہے۔ ورنہ انجام کار اس کے برے اثرات سے سب کو دوچار ہونا پڑے گا، اور پاکیزہ سماج رفتہ رفتہ بد سے بدتر ہوتا جائے گا عورتوں کی عصمت محفوظ نہیں رہ سکے گی، عصمت فروشی کا بازار گرم ہوگا، جان و مال کا تحفظ نہ ہوسکے گا۔ کردار وعمل پر ضرب کاری پڑے گی، اسلامی شعائر کا پاس ولحاظ نہ ہوگا۔ بے دینی کا رجحان عام ہوگا۔ دین بیزار افراد خود ملت اسلامیہ پر حملے کریں گے اور پاکدامن عورتیں جو اب تک گھر سے قدم باہر نکالنا گناہ سمجھتی ہیں، کل بے شرمی اور ڈھٹائی کے ساتھ بے تکلف سڑکوں پر اور شاہراہوں پر گھومتی نظر آئیں گی اور شرم وحیا کا جو معیار صدیوں سے چلا آرہا ہے وہ بے شرمی میں تبدیل ہوکر رہ جائے گا۔

ملت پر جو جمود آج سے نہیں صدیوں سے طاری ہے، اس کا حل آپ ضرور تلاش کیجئے، ان کا علاج ضرور کیجئے، ان کی اصلاح کی طرف سے غفلت برتنا خود ایک جرم ہے لیکن خود اپنا دامن بھی بچائے رکھئے اور اپنے عزیز واقارب کی اصلاح پر پہلے نظر رہے۔ ایسا نہ ہو۔ **اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم** کیا تم لوگوں کو بھلائی کا حکم کرتے پھرتے ہو اور اپنے آپ کو بھلا بیٹھتے ہو، نیز اس آیت کے مصداق نہ ہو: **یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰہِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَالَا تَفْعَلُوْنَ.** (سورہ صف آیت نمبر ۲،۱) اے ایمان والو! تم ایسی بات کیوں کہتے ہو جسے خود کر کے نہیں دکھاتے، اللہ کے یہاں تو ان لوگوں کے لئے بڑی ہلاکت ہے جو کہتے ہیں کچھ اور عمل سراسر اس کے خلاف کرتے ہیں۔

یاد رکھئے برائیوں سے صرف اپنے آپ کو بچائے رکھنا کافی نہیں ہے۔ شب بیداری، آہ سحرگاہی، برائیوں سے قطع نظر کرکے کافی نہیں ہوسکتی، اس لئے خود اپنے آپ کو، اہل وعیال کو بیوی اور بچوں کو برائیوں سے بچانا سرپرستوں کا اولین فرض ہے، جیسا کہ ارشاد ربانی ہے: اے ایمان والو اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہوں گے۔

☆......☆......☆

جب تک میل کچیل دور نہ ہو

فرمودات: حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد صاحب نقشبندی مدظلہ

۱۹۷۶ء کی بات ہے، اس عاجز کو مسکین پور شریف میں چار مہینے رہنے کی سعادت نصیب ہوئی، اس وقت جہاں مسجد تھی اس سے پہلے وہاں عمارت تھی کچھ کمرے تھے، اور اس سے متصل اندازاً کوئی پانچ چھ فٹ اونچی دیوار تھی جس میں نل لگے تھے جس سے مدرسے کے طلبہ غسل کیا کرتے تھے، چونکہ دیوار اتنی زیادہ اونچی نہیں تھی، تو کئی مرتبہ ایسا ہوتا کہ کوئی طالب علم نہارہا ہوتا اور جب دیکھتا کہ قریب سے کوئی گذر رہا ہے تو وہ اندر سے پانی اچھالتا، جس سے گزرنے والوں پر پانی پڑجاتا، اور کبھی ایسا بھی ہوتا کہ گزرنے والا باہر سے کوئی کنکر پھینک دیتا جس سے نہانے والے پریشان ہوتے، تو کچھ طلباء نے ایک استاذ صاحب سے مل کر یہ فیصلہ کیا، کہ ہم ان دیواروں کو اونچی کردیں، چنانچہ ایک بوری سیمنٹ، کچھ اینٹیں اور ریت لائے، اور جمعہ کے دن ان طلباء نے خود ہی اینٹیں جوڑ کر اس کو دوفٹ اونچی کردیا، دوفٹ دیوار اونچی ہونے سے نہانے والے بھی خوش، اور باہر والے بھی خوش، ایک طالب علم نے کہا کہ پتہ نہیں یہ دیوار کتنی مضبوط بنی ہے؟ اس نے اوپر والے حصے کو ہاتھ لگایا تو وہ ہلنے لگی، اس نے دوسروں کو کہا، یہ تو ہلتی ہے، دوسرے نے بھی دیکھا، پتہ چلا کہ نیچے کی دیوار الگ، اور اوپر کی الگ چند نئی اینٹیں آپس میں تو جڑ گئی تھیں۔ لیکن وہ پرانی دیوار کے ساتھ جڑی نہیں تھی۔ جب کسی اور نے ہاتھ لگایا تو اوپر کی دیوار نیچے گرگئی، طلبہ پریشان ہوئے کہ سمنٹ بھی گئی، اینٹیں بھی گئیں اور مقصد بھی حل نہ ہوا تو کسی استاذ نے اس عاجز کے بارے میں بتایا کہ اس کا تعلق انجینئرنگ سے ہے، اس سے پوچھو، ایک طالب علم آیا، مجھے کہنے لگا کہ آپ مہربانی کرکے بتائیں کہ یہ دیوار کیوں گرگئی؟ اس عاجز نے آکر دیکھا، تو پتہ چلا کہ نیچے کی دیوار مٹی گارے سے بنی ہوئی تھی اور اس کی جو سب سے اوپر کی اینٹ تھی اس کے اوپر بھی گارا اور مٹی تھی، انہوں نے گارا ہٹائے بغیر اوپر پانی ڈالا اور اسی پر سیمنٹ رکھ کر اینٹیں رکھ دیں، مٹی نے جوڑ ملنے نہیں دیا، میں نے طلبہ سے کہا ایک اسٹیل کا برش لے آئیں، وہ لائے، میں نے کہا کہ اوپر کی جوائنٹ ہے اس کو ذرا رگڑو، دو طالب علم لگے اور انہوں نے اوپر کی اینٹ کو خوب رگڑ کر صاف کردیا، مٹی اور گارے کا نام ونشان ختم ہوگیا، تو انہیں کے ہاتھوں سے سمنٹ رکھوایا، اینٹیں لگوائیں، تو اینٹ پرانی دیوار سے بالکل چپک گئی، دونوں کا جوڑ پختہ ہوگیا، طلباء خوش بھی ہوئے اور حیران بھی، ان کے استاذ ہمارے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اس میں راز کیا تھا کہ ہم نے بھی دیوار بنائی، تو الگ ہوگئی، آپ نے بنائی تو جوڑ پکا بیٹھ گیا، اس عاجز نے بتایا کہ اوپر جو میل تھی، اس نے جوڑ بیٹھنے نہیں دیا، بلکہ دونوں کے درمیان رکاوٹ بن گئی۔

آج جب یہ بات یاد آرہی ہے تو مضمون کے متعلق یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ بندہ اللہ سے دل کا تعلق جوڑنا چاہتا ہے۔ مگر گناہ جو میل ہے، وہ جڑنے نہیں دیتا، جوڑ بیٹھنے نہیں دیتا، اس لئے ہمارے اکابر ہر آنے والے سے پہلے گناہوں کے چھوڑنے کا مجاہدہ کراتے ہیں، کہ گناہ جب چھوڑو گے، تو تھوڑی محنت کے ساتھ بھی تمہارا جوڑ بن جائے گا، اللہ رب العزت پاک ہے اس کے وصل میں گناہوں کی ناپاکی کبھی درمیان میں نہیں رکتی۔

☆......☆......☆

حیرت انگیز بات

ملکہ وکٹوریہ دنیا کے پانچویں حصے پر حکمراں تھی، ایک روز اس نے اپنے اتالیق اور وزیر اعظم لارڈ ملبورن سے دریافت کیا کہ آپ نے تاریخ عالم کا گہرا مطالعہ کیا ہے، اس میں آپ کو سب سے حیرت انگیز بات کیا نظر آئی۔ لارڈ ملبورن نے بلا تامل جواب دیا: ''اسلام کا عروج'' اس پر ملکہ نے سوال کیا کہ کیا آپ نے اس کے اسباب پر بھی غور کیا ہے؟ اس نے کہا میری سمجھ میں تو ایک ہی بات آئی ہے کہ ان کے پیغمبر نے انہیں ہدایت کے لئے ایک کتاب (قرآن مجید) دی تھی۔ جب تک وہ اس پر عمل پیرا رہے، ترقی کی تمام راہیں ان پر کھلی رہیں پھر جیسے ہی انہوں نے اس کتاب سے بے رخی برتنا شروع کی ان کا زوال ہونے لگا۔ اگر کسی زمانے میں تاریخ نے اپنے کو دہرایا اور مسلمانوں نے ایک قوم کی حیثیت سے پھر قرآن مجید کو مضبوطی سے پکڑ لیا اور اپنی انفرادی اور قومی زندگی اس کے مطابق بنالی تو ہم کیا ساری دنیا ان کے زیر نگیں آجائے گی۔

(ایک ہزار خوبصورت چیزیں ص ۷۳)

☆......☆......☆

تلخیاں گر برا نہ مانو......!

از: محمد عامر یاسین ملّی

☆ بوڑھے والدین کا خیال رکھیں ورنہ دس فیصد تنخواہ کاٹ لی جائے گی۔(آسام حکومت کا ملازمین کا انتباہ)

کچھ گناہوں کی سزا دنیا ہی میں ملتی ہے۔

☆ ملک میں ہر چیز مہنگی ہے صرف موت سستی ہے۔(ایک اخبار کی سرخی)

جی نہیں! جی ایس ٹی کی وجہ سے زہر بھی مہنگا ہو گیا ہے۔

☆ بُلٹ ٹرین مفت میں پڑ رہی ہے۔(مودی کا دعویٰ)

اگر بھاجپا گجرات الیکشن جیت جائے تو

☆ اسکولوں میں ''یس سر'' کی جگہ طلبہ ''جئے ہند'' بولیں۔(ایم پی میں شیوراج سرکار کا آرڈر)

شکر ہے ''مودی مودی'' کہنے کا آرڈر نہیں دیا گیا۔

☆ اگر تسلیمہ نسرین آپ کی بہن بن سکتی ہے تو روہنگیا مسلمان بھائی کیوں نہیں بن سکتے؟ (اسدالدین اویسی کا سوال)

تسلیمہ اپنے ایمان کو بیچ کر آئی ہے، جب کہ روہنگیا ایمان بچا کر آئے ہیں۔

☆ سیٹنگ نہیں تھی اس لیے کوچ نہیں بن پایا۔(ویریندر سہواگ کا درد)

بیٹنگ کی طرح اب سیٹنگ بھی سیکھ لیجئے۔

☆ تشدد کے ذمہ دار روہنگیا مسلمان!(میانمار کی فوج کا الزام)

صدی کا سب سے بڑا جھوٹ۔

☆ گرمیت سنگھ کے ڈیرے میں ۶۰۰/انسانی ڈھانچے دفن۔(ایک بڑا انکشاف)

آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا۔

☆ ملازمت دینے میں مودی حکومت پوری طرح ناکام۔(راہل گاندھی)

اور خواب دکھانے میں پوری طرح کامیاب۔

☆ وزیر اعظم نریندر مودی بنارس میں ۲۱/پروجیکٹوں کا سنگ بنیاد رکھیں گے۔(ایک خبر)

اوران پروجیکٹوں کی تکمیل ۲۰۲۲ء میں ہوگی۔

☆ شیوسینا کے ۲۵/ممبران اسمبلی فڑنویس حکومت سے علیحدگی کے حق میں نہیں۔(ایک خبر)

مطلب کی ہے دنیا، یہاں کون کسی کا ہوتا ہے۔

☆......☆......☆

گوشۂ خواتین — گذشتہ سے پیوستہ

خلع اور پردے کے احکام

عرشیہ کوثر بنت خواجہ فیروز

پردے کے احکام

دوسرے روز صبح کے وقت نماز کے لئے جتنی عورتیں مسجد نبویؐ میں حاضر ہوئیں سب دوپٹے اوڑھے ہوئے تھیں۔اس سلسلے کی ایک اور روایت میں حضرت عائشہؓ مزید تفصیل یہ بتاتی ہیں کہ عورتوں نے باریک باریک کپڑوں کو چھوڑ کر اپنے موٹے موٹے کپڑے چھانٹے اوران کے دوپٹے بنائے۔

(ابن کثیر۳۔صفحہ۲۸۴، کتاب اللباس)

مسلمان مغرب کی تہذیب سے متاثر ہوکر پردے کو دقیانوسی غیر انسانی اور نہ جانے کیا کیا خیال کرتے ہیں لیکن اگر وہ عقل وخرد کے گھوڑے دوڑائیں تو زیادہ تر بے پردہ خواتین ہی استحصال کا شکار بنتی ہیں۔

کالج کی طالبات کے لئے ڈریس کو چند سال قبل میڈیا میں بڑا In موضوع مانا جارہا تھا، مختلف ماہرین کے مطابق ایسی لڑکیاں اور طالبات جو مغربی لباس زیب تن کر کے کالج جاتی ہیں وہ چھیڑ چھاڑ کا شکار ہو جاتی ہیں اور ہندوستانی لباس پہننے والی لڑکیاں بہت کم متاثر ہوتی ہیں۔ ہندوستانی لباس ہے ساڑی بلاؤز یا پھر پنجابی شلوار سوٹ جس میں سر منہ اور ہاتھ و پیر دکھائی دیتے ہیں، اس لباس کو استعمال کرنے والی خواتین استحصال سے کم متاثر ہیں اگر وہ برقعہ پہن لیں تو کیا خیال ہے، نہ منہ ہاتھ دکھائی دیں گے نہ کوئی زینت دکھائی دے گی اور نہ ہی ہوس پرستوں کے ظلم و عتاب کا نشانہ بنیں گی۔

خواتین کا خدا سے عہد

سورۂ ممتحنہ میں ارشاد باری تعالی ہے۔

يَآاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآئَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰٓى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۔

اے نبی کریم! جب مومن عورتیں تمہارے پاس بیعت کرنے کے لئے آئیں اس بات کا عہد کریں کہ وہ کسی کو اللہ کا شریک نہیں ٹھہرائیں گی، چوری نہیں کریں گی، زنا نہیں کریں گی، اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گی، اپنے ہاتھ پاؤں کے آگے کوئی بہتان گڑھ کر نہ لائیں گی، اور کسی امر معروف میں تمہاری نافرمانی نہیں کریں گی تو ان سے بیعت لے لو اوران کے حق میں دعائے مغفرت کرو، یقیناً اللہ رب العزت معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

یہ آیت فتح مکہ سے قبل نازل ہوئی تھی جب مکہ مکرمہ فتح ہوا تو قریش کے لوگ جوق در جوق حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کرنے کے لئے حاضر ہونے لگے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں سے کوہِ صفا پر خود بیعت لی۔اور حضرت عمر فاروقؓ کو اپنی طرف سے مامور فرمایا کہ وہ عورتوں سے بیعت لیں اوران باتوں کا اقرار کرائیں جو مندرجہ بالا آیت میں بیان ہوئی ہیں۔(ابن جریر بہ روایت ابن عباس)

پھر مدینہ واپس جاکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مکان میں انصار کی خواتین کو جمع کرنے کا حکم دیا اور حضرت عمر کو ان سے بیعت لینے کے لئے بھیجا۔

اللہ جل شانہ خالق ہے، اس نے اس آیت مبارکہ میں ان تمام منفی پہلوؤں کی نشاندہی کی ہے جس میں عموماً عورتیں مبتلا ہوتی ہیں۔

۱۔ اللہ کا شریک نہیں ٹھہرائیں گی ۔ قدیم جاہلیت میں 360 دیوی، دیوتاؤں کو پوجا جاتا تھا، جدید جاہل مسلم عورتیں، آستانوں پر حاضری دیتی ہیں، حالانکہ حضور ﷺ نے قبور پر جانے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔کنڈوں کی عید، مردوں کی عید، غوث پاکؒ کی نیاز وغیرہ پر عورتیں بڑا اصرار کرتی ہیں۔یاد سے ان کا اہتمام کرتی ہیں۔ایسا اہتمام کبھی رمضان میں نہیں کریں گی۔عیدین کی راتوں میں شیر خرمے کا مسالہ بناتی رہیں گی لیکن دو گھڑی اللہ کے حضور کھڑے ہونے کی توفیق نہیں ہوتی اور بے جا شرکیہ و کفریہ بدعتوں پر ان کا اہتمام قابل دید ہوتا ہے۔

۲۔ چوری نہیں کریں گی۔۳۔ زنا نہیں کریں گی۔

۴۔ اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گی۔۵۔ اپنے ہاتھ پاؤں کے آگے سے کوئی بہتان گھڑ نہ لائیں گی۔

جیسا کہ دیکھا گیا ہے کہ ایک دوسرے کی کردارکشی میں حاسدانہ ورقیبانہ جذبہ کے تحت خواتین بہت کارکرد دکھائی دیتی ہیں، کسی کو کسی سے جوڑ دیا، کسی کو کسی سے بیزار کرنے کے لئے خواہ مخواہ دل سے گھڑ کر بہتان باندھ دیتی ہیں، خود کو پارسا ثابت کرنے کے لیے اور اپنی غلطیوں کی پردہ پوشی کرنے کے لئے دوسروں پر الزام ڈال دیتی ہیں۔

۶۔کسی امر معروف میں تمہاری نافرمانی نہیں کریں گی۔

یعنی اسوۂ نبی پاک پر عمل کریں گی، اور احادیث پر عمل کریں گی، خصوصاً عہد ان الفاظ میں لیا گیا کہ حضور ﷺ جس نیک کام کا بھی حکم تم کو دیں اس کی خلاف ورزی نہ کروگی۔تو اس سے خود بخود یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ آپ ﷺ کے تمام احکامات واجب الاطاعت ہیں۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کی خالہ امیمہ بنت رقیہ سے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص نے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے ان سے یہ عہد لیا کہ نوحہ نہ کرنا اور جاہلیت کے سے بناؤ سنگھار کر کے اپنی نمائش نہ کرنا۔(مسند احمد)

☆......☆......☆

چند اہم دینی مسائل

ادارہ

سوال: کھلی جگہ یا گذرگاہ پر جماعت سے نماز پڑھنے کی صورت میں امام ومقتدی سبھوں کو سترہ قائم کرنا ضروری ہے؟

جواب: سب کے سامنے سترہ قائم کرنا ضروری نہیں، صرف امام کے سامنے سترہ قائم کرنا چاہئے، امام کا سترہ سب کے لیے کافی ہوگا۔(درمختار)

سوال: بسا اوقات مصلی کے آگے کوئی شخص نماز سے پہلے فارغ ہو جاتا ہے تو وہ مصلی کی طرف اپنا رخ کر دیتا ہے، اوراس کے سلام پھیرنے کا انتظار کرتا ہے، تو اس کو اس طرح بیٹھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: مصلی کا کسی آدمی کے رخ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، ایسے ہی کسی آدمی کا مصلی کی طرف رخ کر کے بیٹھنا بھی مکروہ تحریمی ہے، آگے والے شخص کو چاہئے کہ مصلی کی طرف پشت کر کے بیٹھا رہے۔(درمختار)

سوال: اگر کسی شخص کے بدن کا ایسا چوتھائی حصہ نماز میں کھل جائے، جس کا چھپانا ضروری تھا، اوراسے اس نمازی نے فوراً چھپا لیا یا یہ کہ اسے کشف ستر کی کچھ دیر تک خبر ہی نہ ہو، کچھ دیر گزرنے پر جب علم ہوا تو چھپا لیا تو ان دونوں صورتوں میں اس کی نماز ہوگی یا نہیں؟

جواب: جب ستر کھلا اور فوراً مصلی نے اسے چھپا لیا تو نماز میں کوئی خرابی نہیں آئی اور اگر اتنی دیر تک بدن کھلا رہ جائے کہ ایک رکن جس میں ادا کیا جا سکے اور اس کے بعد چھپایا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔(شامی)

سوال: ایک شخص نماز مغرب کے لیے اپنے مکان سے نکلا جب مسجد پہنچا تو امام صاحب رکوع میں تھے اس نے تکبیر کہا اور امام کے ساتھ رکوع میں شامل ہو گیا۔زبان سے نیت نہیں کی تو اس کی نماز ہوگی یا نہیں؟

جواب: ایسا شخص جو گھر سے مغرب کی نماز ادا کرنے کے ارادہ سے نکلے اور جب مسجد پہنچے تو امام کو رکوع میں زبان سے نیت کیے بغیر تکبیر کہہ کر رکوع میں چلا جائے تو اس کی نماز صحیح ہو جائے گی کیوں کہ نیت نام ہے دل کے ارادہ کا، اور یہاں یہ ارادہ پایا جا رہا ہے۔

سوال: نماز میں تعداد رکعت کی نیت کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

جواب: تعداد رکعت کی نیت کرنا شرط نہیں ہے۔اگر بدون تعداد رکعت کی نیت سے بھی نماز پڑھے تو ہو جائے گی، لا یشترط نیة عدد الرکعة فتاویٰ ہندیہ اور درمختار میں ہے۔دون تعیین عدد رکعاته لحصو لها ضمنا. لیکن خانیہ میں ہے کہ تعدادِ رکعات کی نیت کر لینا افضل ہے۔

☆......☆......☆

تمام صحابہؓ کے فضائل ومناقب بیان فرمائیں

از: قاری مختار احمد ملی ابن عبدالعزیز

جب بھی نیا سال شروع ہوتا ہے، تو تمام دنیا کے لوگ جشن وخوشی کے ساتھ اس کا استقبال کرتے ہیں، لیکن جب نیا اسلامی سال شروع ہوتا ہے تو مسلمان اس کا استقبال نوحہ وماتم سے کرتے ہیں، اس میں نہ وہ شادی بیاہ کرتے ہیں اور نہ ہی خوشی کی کوئی دوسری تقریب مناتے ہیں، حالانکہ اسلام نے ایسا کوئی حکم نہیں دیا ہے، پھر محرم شروع ہوتے ہی محرم کی جو تاریخی عظمت ہے اور آپ ﷺ نے اس کے جو فضائل بیان فرمائے ہیں خاص طور پر عاشورہ کے روزہ کی جو فضیلت آپ ﷺ نے بیان فرمائی ہے وہ تمام احکام پس منظر میں چلے جاتے ہیں حقیقی اعمال دب جاتے ہیں اور دوسرے موضوعات ابھر کر سامنے آجاتے ہیں تقریباً سوا لاکھ صحابہ کرامؓ ہیں جن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ مانند ستاروں کے ہیں تم جن کی بھی اقتدا کروگے کامیاب ہو جاؤ گے ان سوا لاکھ صحابہؓ میں ایک تعداد ایسے لوگوں کی بھی ہے جنھوں نے اسلام کے لیے شہادت پائی، ہمیں چاہئے کہ ہم تمام ہی صحابہ کرام کی قربانیاں اوران کے مجاہدات بیان کریں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کو برا بھلا نہ کہو (یعنی انہیں جرح وتنقید اور برائی کا ہدف نہ بناؤ) ان کا مرتبہ اللہ نے اتنا بلند فرمایا ہے کہ تم میں سے کوئی شخص اگر احد پہاڑ کے برابر سونا بھی اللہ کی راہ میں خرچ کر دے تو وہ کسی صحابیؓ کے خرچ کردہ ایک مُد (تقریباً ایک سیر) بلکہ آدھے مُد کے برابر بھی نہیں ہو سکتا (مشکوٰۃ شریف)

اس لیے ہمیں چاہئے کہ تمام ہی صحابہ کرام کے فضائل ومناقب اوران کی قربانیوں ومجاہدات کو بیان فرمائیں تاکہ تمام صحابہ کی زندگی لوگوں کے سامنے ہو اور تمام ہی صحابہ کرام کو وہ اپنا آئیڈیل بنائیں۔

☆......☆......☆

تراشے

پیشکش: رضوان حارث

استاذ کی شخصیت اور اوصاف: طلبہ کی تعلیم وتربیت میں استاذ کی اپنی شخصیت اوراس کے ذاتی اوصاف کا رول سب سے اہم ہوتا ہے، طلبہ شعوری یا غیر شعوری طور پر ان سے برابر متاثر ہوتے رہتے ہیں، اور یہ تاثر اتنا گہرا ہوتا ہے کہ زندگی بھر نمایاں طور پر محسوس کیا جا سکتا ہے۔اس لیے ایک استاذ میں درج ذیل بنیادی خوبیوں کا ہونا نہایت ضروری ہے۔

علم وحکمت: استاذ کو صاحب علم وحکمت ہونا چاہئے کیوں کہ صحیح اور پختہ علم کے بغیر طلبہ کو اچھی تعلیم نہیں دی جا سکتی اور حکمت کے بغیر سلیقے سے ان کی تربیت نہیں کی جا سکتی، اس لیے استاذ کو اپنے علم میں اضافے اور پختگی نیز اپنی معلومات پر بھروسہ پیدا کرنے کی جدوجہد مسلسل کرتے رہنا چاہئے۔

عفو درگذر اور تحمل و بردباری: استاذ کو نادان بچوں سے سابقہ پیش آتا ہے، جن سے ہمہ وقت غلطیاں وکوتاہیاں اور خلاف طبع حرکات سرزد ہونے کا امکان ہوتا ہے، اسی لیے وہی استاذ کامیاب ہو سکتا ہے جس میں یہ خوبیاں ہوں۔

خوش اخلاقی و ملنساری: استاذ کو خوش اخلاق وملنسار اور خوش طبع ہونا چاہئے، اس لیے کہ اسے طلبہ، ان کے سرپرستوں، عام عوام، مدرسے کے موافق اور مخالف ہر طرح کے لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے اور ہر ایک کے تعاون کی ضرورت ہوتی ہے، بغیر ان صفات کے وہ اپنا فرض ادا نہیں کر سکتا۔

لباس میں سادگی اور تواضع: استاذ کو فیشن اور نقالی سے پرہیز کرنا چاہئے، اس لیے کہ سادگی اور صفائی ہی میں علم کی شان ہے۔

غیر معمولی نظم و انضباط: معلم کے لیے ضروری ہے کہ وہ طلبہ کے جذبات کا احترام کرے، ورنہ طلبہ عجب کشمکش کا شکار ہو جاتے ہیں، انہیں پتہ ہی نہیں چلتا کہ معلم کس بات سے خوش ہوگا اور کس سے ناراض!

ایثار و قناعت: استاذ کو آج کے حالات میں ایثار وقناعت کا پیکر ہونا چاہئے، اس لیے کہ تعلیم وتربیت جیسے کار خیر میں برکت ان ہی صفات سے ہو سکتی ہے۔

احساس ذمہ داری: تعلیم وتربیت انتہائی ذمہ داری کا کام ہے، جس کی ادائیگی کے لیے معلم میں ذمہ داری کا احساس ہونا ضروری ہے۔

محبت اور انسیت: استاذ کو اپنے اندر محبت اور انسیت کو پروان چڑھانا چاہئے، تاکہ وہ بچوں کو انسیت اور لگاؤ سے اپنے کو قریب کرے، اسی کے ساتھ سادہ اور آسان زبان میں انہیں دلکش انداز سے اپنی باتیں سمجھانے کی اہلیت ہونی چاہئے۔

خطاب جمعہ مورخہ ۲۲/ستمبر بروز جمعہ نماز جمعہ سے پہلے شہر عزیز کے جید عالم دین شیخ طریقت حضرت مولانا محمد عمرین محفوظ رحمانی صاحب دامت برکاتہم حمیدیہ مسجد (بڑا قبرستان) میں حالات حاضرہ پر اپنے مخصوص ودلنشین انداز میں عوام الناس سے خطاب فرمائیں گے۔ان شاء اللہ! شرکت کی گذارش ہے۔

الداعیان: متوسلین خانقاہ رحمانیہ

اسلام کے آگے تمام مذاہب دم توڑ چکے ہیں

تحریر: قاری جلیس الرحمٰن ملی ابن عبدالباری

اسلام ایک سچا اور آفاقی مذہب ہے، اس کے علاوہ تمام موجودہ ادیان باطل ہیں، اس حقیقت کے باوجود آج ہمارے بہت سارے مسلمان بھائی قومی ایکتا کے دھارے میں بہنے اور تیرنے کے جذبے سے سرشار نظر آتے ہیں، اور ایسی سخت غلطیاں کر بیٹھتے ہیں کہ دائرہ اسلام سے نکل کر دائرہ کفر میں چلے جاتے ہیں۔

گذشتہ دنوں مہاراشٹر کے مختلف شہروں میں گنپتی منڈلوں میں بعض مسلمان بھائی شریک ہوئے بعض نے آرتی اتاری، پوجا پاٹ میں حصہ لیا، بعض نے صرف شرکت کی۔ ان کی غلطیوں کی مناسبت سے ان کو شناعت وقباحت بتلائی گئی، اور انہیں توبہ و استغفار، تجدید ایمان وتجدید نکاح کے مراحل سے گذرنا پڑا۔

قارئین! آپ اسلام کی حقانیت کا مطالعہ کیجئے آج کے سائنسی دور میں اسلام نے اپنی حقانیت کالوہا منوا لیا ہے اور دیگر ادیان اپنے بت کدوں میں، اپنے کلیساؤں میں، اپنے گرجا گھروں میں، اپنے معبدوں میں دم توڑ رہے ہیں دیگر ادیان کو خود ان کے مذہبی پیشواؤں کے حجروں میں بھی پناہ نصیب نہیں ہے، آج ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلمانوں کی نئی نسل (اسکول و کالج کے لڑکوں اور لڑکیوں) کو اور ان سے بڑھ کر وہ لوگ جو ہر وقت سیکولرازم کا جھنڈا بلند کرنے، ہندو مسلم اتحاد قائم کرنے، قومی دھارے میں شامل ہونے، رواداری میں حد سے آگے بڑھنے کے جذبہ سے مغلوب رہتے ہیں، ان تمام کو اسلامی حدود وقیود کا مطالعہ کر کے یا راسخ فی العلم علماء سے پوچھ کر حقیقت حال جاننے کی کوشش کرنی چاہئے۔

آج دیکھ لیجئے وہ حضرات جو دیگر مذاہب باطلہ کو ترک کر کے شجر اسلام کی ٹھنڈی چھاؤں میں آکر طمانیت وسرور حاصل کر رہے ہیں ان کے مضامین ''میں نے اسلام کیوں پسند کیا؟'' میں خود اپنے سابقہ مذہب، اس مذہب کے پیشواؤں کی عملی کمزوریوں، ان کے قول وفعل کے تضاد، مذہبی کتابوں کی لچک اور ضعف کو بیان کر رہے ہیں، یورپ میں اسلام قبول کرنے کے بعد ہزاروں نومسلمین نے عیسائیت کے بارے میں کہا کہ ''عیسائیت اپنے اصل مقصد سے مسلسل دور ہوتی چلی گئی ہے۔'' اسی طرح ہندومت کی بنیاد بھی کھوکھلی اور بے جان ہے۔ یہودیت چند سرمایہ داروں کی جاگیر بنی ہوئی ہے، ہندوستان میں، کروڑوں دیوی دیوتاؤں کو ماننے والے آپس میں اختلاف کا شکار ہیں، ایسے حالات میں صرف اور صرف توحید کا عقیدہ ہی سب سے مستحکم اور ذریعہ نجات ہے۔ لہٰذا ہم مسلمانوں کو ادھر ادھر بھٹکنے کی کچھ ضرورت نہیں ہے بلکہ توحید، آخرت ورسالت کے عقیدہ کو مضبوط کرنے کی ضرورت ہے۔

جان لینا چاہئے کہ آج اسلام اور مسلمانوں کو ختم کرنے کی منظّم کوششیں کی جا رہی ہیں، ان ہی ناپاک کوششوں میں سے ایک کوشش یہ بھی ہوسکتی ہے کہ امن کمیٹی کا ممبر بنا کر، اتحاد کے نام پر ایسی حرکات کا مرتکب کرا دیا جائے کہ وہ اپنے دین ومذہب اور عقیدہ وایمان سے ہاتھ دھو بیٹھیں۔ لہٰذا مسلمانوں کو مکمل ہوش مندی کے ساتھ اس وقت ایسے مشرکانہ اعمال سے حتی المقدور بچنے کی کوشش کرنی چاہئے اور یاد رکھنا چاہئے کہ دنیا کی عزت ودولت چند روزہ ہے، آخرت کی کامیابی اصل کامیابی ہے، لہٰذا اپنے ایمان وعقیدہ پر مضبوطی سے جمے رہیں، اور ہندوستان میں اپنی اسلامی شان وشوکت کے ساتھ جینے اور مرنے کی ہر ممکن کوشش کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری مدد فرمائے۔ آمین

☆......☆......☆

مختصر پر اثر

خوشی کے بدلے غم غم کے بدلے خوشی

ایک زاہد کا قول ہے کہ: (۱) جو شخص گناہ کر کے، وقتی خوشی ولذت حاصل کرتا ہے، اس کو اللہ تعالیٰ جہنم میں ڈالیں گے جہاں وہ خوب رہے گا اور تکلیفیں اٹھائے گا۔ (۲) اور جو شخص نیکی کرتا ہے اور اس کے باوجود قبولیت کے بارے میں فکر مند وغمگین رہتا ہے اسے اللہ تعالیٰ جنت میں داخل کریں گے، جہاں وہ ہنسی خوشی رہے گا اور پھر کبھی غمگین نہ ہوگا۔

☆......☆......☆

استاذ نے کلاس میں بچوں سے سوال کیا: یہ بتاؤ کہ وہ کون لوگ ہیں جو نماز ادا نہیں کرتے؟

پہلا بچہ: (معصومیت سے) جو لوگ مر چکے ہیں۔

دوسرا بچہ: (ندامت سے) جن کو نماز پڑھنی نہیں آتی۔

تیسرے بچے نے بڑا معقول جواب دیا: سر وہ لوگ جو مسلمان نہیں ہیں۔

چوتھے بچے نے جواب دیا: جو لوگ کافر ہوتے ہیں وہ نماز نہیں پڑھتے۔

پانچویں بچے نے کہا: ''جو لوگ اللہ پاک سے ڈرتے نہیں ہیں وہ نماز نہیں پڑھتے۔

بچے تو جواب دے کر فارغ ہو گئے مگر مجھے سوچنے پر مجبور کر دیا کہ: میرا شمار کن لوگوں میں ہوتا ہے؟

(۱) کیا میں مر چکا ہوں؟ (۲) کیا مجھے نماز نہیں آتی؟ کیا میں مسلمان نہیں ہوں؟ کیا مجھے اپنے رب کا خوف نہیں؟ کیا میں کافر ہوں جو اپنے رب کے سامنے سجدہ ریز نہیں ہوتا؟؟؟؟

آپ بھی سوچئے گا ضرور

☆......☆......☆

اصلاحی خط وکتابت

از: مولانا شاہ حکیم اختر صاحبؒ

حال: نماز وغیرہ اور اللہ کی فرمانبرداری بھی جاری ہے، توبہ بھی بڑے اخلاص سے کرنے کی کوشش کرتی ہوں، تمام گناہوں سے توبہ کر چکی ہوں، شرعی پردہ بھی کرتی ہوں لیکن میری ایک دعا قبول نہیں ہوتی ایسا لگتا ہے کہ میرے گناہوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ مجھ سے ناراض ہیں۔

جواب: ہرگز ایسی بدگمانی نہ کریں، اللہ تعالیٰ اگر ناراض ہوتے تو ایمان نہ دیتے اور نیک اعمال کی توفیق نہ دیتے، بزرگوں سے تعلق نہ ہوتا، یہ گمان رکھو کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے بہت محبت رکھتے ہیں، مؤمن کی دعا رد نہیں ہوتی لیکن قبولیت کی کئی صورتیں ہیں کبھی وہی چیز دے دیتے ہیں جو بندہ مانگ رہا ہے، کبھی وہ چیز نہیں دیتے مستقبل میں اس سے بڑی کوئی چیز عطا فرما دیتے ہیں، کبھی اس دُعا کے بدلہ میں کوئی مصیبت ٹال دیتے ہیں اور جس کو دنیا میں کچھ نہیں دیتے تو اس دعا کے بدلہ میں اس کا جنت میں درجہ بڑھا دیتے ہیں۔

حال: پچھلے دو خطوط میں یہ عرض کرتی رہی ہوں کہ بدنگاہی سے بچ رہی ہوں لیکن اتنے دنوں تک اپنے کو بچانے کے بعد مجھ سے پھر بدنگاہی ہوگئی لیکن اس پر بہت افسوس ہوا کہ اتنے دن تک بچنے کے بعد مجھ سے بدنگاہی کیوں ہوئی اس پر شیطان اور نفس نے مجھے مایوس کرنے کی کوشش کی کہ تو اس مرض سے نجات حاصل نہیں کر سکتا لیکن اللہ تعالیٰ نے توبہ کی توفیق عطا فرما دی۔

جواب: افسوس ہونا تو بہت مبارک ہے، لیکن مایوس کرنا شیطان کا کام ہے، شیطان کے کہنے میں نہ آئو، توبہ سے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں،، چاہے ایک کروڑ ہوں، اللہ تعالیٰ غفور ورحیم ہیں، بس آئندہ کو تقویٰ کا عزم رکھو۔ لیکن عزم اس کا نام ہے کہ جب گھر سے نکلو تو ارادہ کر کے نکلو کہ نہیں دیکھنا ہے خواہ کتنی ہی تکلیف ہو، خواہ جان جاتی رہے لیکن نہیں دیکھوں گی اور اللہ تعالیٰ سے استقامت کی دعا کرو۔

سوشل میڈیا کی آواز

از مفتی ناظم ملّی

ایک بچے نے سمندر میں اپنا جوتا کھو دیا تو بلکتے ہوئے بچے نے سمندر کے ساحل پر لکھ دیا کہ...... یہ سمندر چور ہے، اور کچھ ہی فاصلے پر ایک شکاری نے سمندر میں جال پھینکا اور بہت سی مچھلیوں کا شکار کیا تو خوشی کے عالم میں اس نے ساحل پر لکھ دیا کہ سخاوت کے لیے اس سمندر کی مثال دی جاتی ہے، اے بحر سخاوت! سخاوت تم سے ہے اور تم سخاوت سے ہو۔ نوجوان غوطہ خور نے سمندر میں غوطہ لگایا اور وہ اس کا آخری غوطہ ثابت ہوا، کنارے پر بیٹھی غمزدہ ماں نے ریت پر ٹپکتے ہوئے آنسوؤں کے ساتھ لکھ دیا...... یہ سمندر قاتل ہے۔

ایک بوڑھے شخص کو سمندر نے موتی کا تحفہ دیا تو اس نے فرحت جذبات میں آکر ساحل سمندر پر لکھ دیا کہ یہ سمندر سخی ہے۔

پھر ایک بہت بڑی لہر آئی اور اس نے سب کا لکھا ہوا مٹا دیا۔

سبق: لوگوں کی باتوں پر دھیان مت دو ہر شخص وہ کہتا ہے جہاں سے دیکھتا ہے۔ خطاؤں اور غلطیوں کو مٹا دو تاکہ دوستی اور بھائی چارگی چلتی رہے، کبھی کسی کی خطا کی وجہ سے دوستی اور بھائی چارگی مت مٹاؤ۔ جب تمہارے ساتھ برا سلوک کیا جائے جواب میں اس سے نیکی کا سوچو۔

☆......☆......☆

کام کی باتیں

☆اس دنیا میں نیک چلنی کا راستہ دوسری دنیا میں نجات کی سڑک ہے۔

☆ دیکھو! اچھے کام لوگوں کو دکھانے کے لئے نہ کرو، ورنہ خدا کے یہاں تمہارے لئے کوئی اجر نہ ہوگا۔

☆ جب تم خیرات کرو تو جو تمہارا دایاں ہاتھ کرتا ہے اس کی خبر بائیں ہاتھ کو نہ ہو۔

مراسلہ نگار کی رائے سے ایڈیٹر کا اتفاق ضروری نہیں!

حرفِ شیریں

جو شخص یہ کہے کہ میں خدا سے محبت کرتا ہوں لیکن وہ اپنے بھائی سے نفرت کرتا ہے تو وہ جھوٹا ومکار ہے کیوں کہ جو آنکھوں سے نظر آنے والے انسان سے نفرت کرتا ہے وہ نادیدہ خدا سے محبت کس طرح کر سکتا ہے، اصل میں مخلوق سے محبت ہی خالق سے محبت ہے۔

اقوال زریں

اقوال زریں: اپنے واسطے مال زمین پر جمع نہ کرو جہاں کیڑا اور زنگ خراب کرتا ہے اور چور چُرا لیتے ہیں۔ بلکہ اپنے لئے آسمان پر مال جمع کرو جہاں نہ کیڑے کا ڈر ہے نہ چور کا، کیوں کہ جہاں تیرا مال ہوگا وہیں تیرا دل لگا رہے گا۔

☆ مانگو گے تو تمہیں دیا جائے گا، ڈھونڈو گے تو پاؤ گے' دروازہ کھٹکھٹاؤ گے تو تمہارے واسطے کھولا جائے گا۔

HAK KI ROSHNI WEEKLY,PRINTED PUBLISHED & OWNED BY ISRAR AHEMAD ABDUL JALIL,ADD: S.NO.86/1/10,H.NO.19,BEHIND PHARMACY COLLEGE ROAD,ZAM ZAM ROAD, MALEGAON,DIST.NASHIK,PRINTED AT NOORANI PRESS, 553,LINE NO.10,ISLAMPURA MALEGAON DIST.NASHIK & PUBLISHED AT S.NO.86/1/10,H.NO.19, BEHIND PHARMACY COLLEGE ROAD,ZAM ZAM ROAD,MALEGAON,DIST.NASHIK,composing:mufti md Ishaq milli,Email: haqkiraoshni@gmail.com